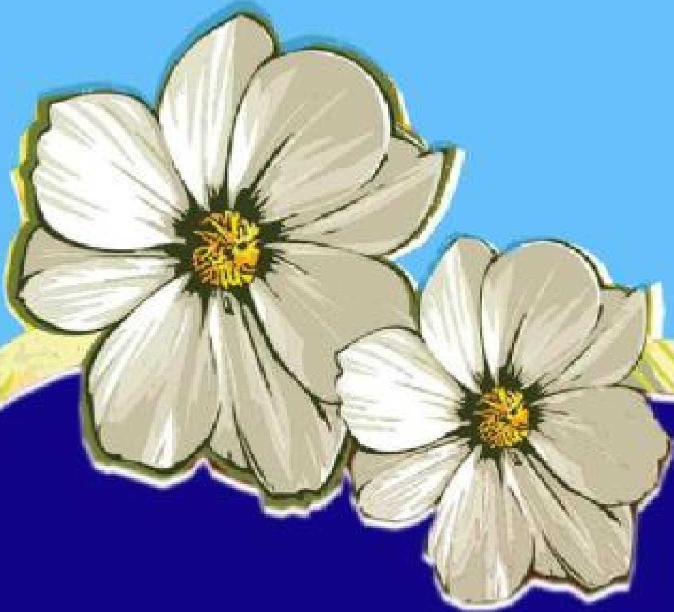
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

لمحۂ فکریہ

مُسلم مُعاشرہ

تباہی کے دہانے پر



شاہ مُدثر، عمر کھیڑ

مسلم معاشرہ

تباہی کے دہانے پر

مؤلف

شاہ مُدثر عمر کھیڑ

(mudassirtalha@gmail.com)

9595543233

مکتبہ اخلاقِ حسنہ

شاہ کالونی، ناندیڑ روڈ، عمر کھیڑ ضلع ایوت محل۔

(m.akhlaqehasna@yahoo.com)

445206 مہاراشٹر، انڈیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

محترم مفتی کلیم رحمانی صاحب

بانی ومہتمم دارالعلوم اشاعت القرآن کھوپرا بھاٹ، پوسد ضلع ایوت محل (مہاراشٹر)

عزیزم شاہ مدثر ساکن عمر کھیڑ ضلع ایوت محل مہاراشٹر کا تحریر کردہ کتابچہ "مسلم معاشرہ تباہی کے دہانے پر" نظر سے گذرا موصوف نے بڑے درد کے ساتھ مسلم معاشرہ کے بگاڑ کے اسباب کو پیش کیا ہے اور بڑی تڑپ کے ساتھ مسلم معاشرہ کی اصلاح کے چند کام بیان کئے ہیں۔

جہاں تک مسلم معاشرہ کی بات ہے تو دراصل مسلم معاشرہ اسلامی معاشرہ سے وجود میں آتا ہے۔اس لحاظ سے جو اسلامی معاشرہ ہے دراصل وہی مسلم معاشرہ کہلانے کے لائق ہے، اور اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے اور اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ قرآن وحدیث ہے۔جب تک مسلمان قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوتے تب تک مسلم معاشرہ وجود میں نہیں آتا، موجودہ مسلم معاشرہ کی جو صورت حال ہے اس کو دیکھ کر یہ تلخ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ابھی مسلم معاشرہ کو اسلام کا صحیح علم نہیں ہے اور نہ اسلام کا صحیح علم حاصل کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے جبکہ اسلام کے صحیح علم سے ہی اسلام کا صحیح عمل وجود میں آئیگا۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ عام کی جائے اور یہ تعلیمات صرف مسلم معاشرہ کی حد تک ہی نہ رکھی جائے بلکہ غیر مسلم معاشرہ میں بھی پھیلائی جائے اسلئے کہ ہندوستان میں مسلم وغیر مسلم ساتھ میں رہتے ہیں اور ایک معاشرہ کے اثرات دوسرے معاشرہ پر پڑتے ہیں اور جو معاشرہ تعداد میں غالب ہوتا اس کے اثرات بھی زیادہ پڑتے ہیں،

اس لئے مسلم معاشرہ کو سدھارنے کے ساتھ ساتھ ہمیں غیر مسلم معاشرہ کو بھی سدھارنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ اسلام کی تعلیمات تمام انسانوں کیلئے ہیں۔ لیکن جن افراد نے اسلام قبول کیا ہے اُن کی یہ لازمی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ اسلام کے علم و عمل سے وابستہ ہو جائے۔ اسی کے ساتھ دین اسلام کو ایک نظامِ حیات کے طور پر بھی پیش کرنے کی ضرورت ہے اور نظامِ حیات کا ایک اہم حصہ نظامِ سیاست وحکومت بھی ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر سیاست وحکومت کے اثرات غالب ہوتے جا رہے ہیں اگر سیاست وحکومت باطل ہے تو تمام شعبوں پر باطل کا غلبہ ہوگا اور اگر سیاست وحکومت عادل ہے تو تمام شعبوں پر عدل کا غلبہ ہوگا۔

اور یہ مسلمہ بات ہے کہ دنیا میں صرف اسلامی حکومت ہی عدل کی حکومت کہلانے کے لائق ہے۔ اور یہ بھی طئے شدہ بات ہے کہ جب تک دنیا میں اسلامی حکومت قائم نہیں ہوتی تب تک عدل قائم نہیں ہوتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اسلامی حکومت کے قیام سے پہلے اصلاحِ معاشرہ کی کوشش نہ کرے بلکہ مطلب یہ ہیکہ اصلاحِ معاشرہ کے ساتھ ساتھ اصلاحِ سیاست وحکومت کی بھی کوشش کرے۔ اور اصلاحِ سیاست وحکومت کی کوشش کا مطلب ہے نظامِ سیاست وحکومت کی اصلاح، اور یہ کام جتنا عظیم ہے اتنا ہی کٹھن بھی ہے۔ اور انجام کے لحاظ سے اتنا ہی نتیجہ خیز بھی ہے۔

بہر حال عزیزم شاہ مدثر نے مسلم معاشرہ کی اصلاح کے عنوان سے کتابچہ لکھ کر بڑا کام کیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔۔۔۔

آمین

احساسات

مولانا ابواللیث یوسف (مالیگاؤں)

امام وخطیب جامع مسجد، پوسد

ہماری قرآن وحدیث سے دوری جن مختلف مسائل میں ہمیں الجھائے ہوئے ہیں اس میں ایک بے پردگی اور دوسری معاشیات میں سودی کاروبار بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج انسان صرف دنیا کی دوڑ میں لگ گیا ہے۔ اس پر مزید تماشہ یہ کہ اپنے آپ کو آسمانی ہدایت سے بے نیاز کر کے اپنے رب کو بھول چکا ہے۔ جس کی وجہ سے آج صرف انسان ہی تباہ نہیں ہے بلکہ وہ خیر امت جس کے پاس ان مسائل کا حل تھا وہ بھی فکری ارتداد میں مبتلا ہے۔ آج آسمانی ہدایت کے ماننے والے اس یقین سے محروم ہو گئے ہیں کہ اللہ کے نظام کو قائم کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

شیطان نے سب سے پہلے حضرت آدمؑ کے ساتھ جو دھوکہ کیا تھا وہ لباس کے اُتارنے کا تھا آج فیشن کے نام پر وہ کپڑے استعمال کئے جا رہے ہیں جسے پہن کر کسی کے سامنے پوری طرح سے کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید میں لباس کا ذکر وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ المدثر میں کپڑے کو پاک رکھنے اور ایسا لباس جو تقویٰ اور حیاء کی صفت پیدا کرے اس کے استعمال کی تعلیم دی گئی ہے۔

اپنی تہذیب، اپنا کلچر اور اپنا لباس مغربی قوم کے عین مطابق اختیار کرنا آج خیر امت کی فکری غلامی کی وجوہات میں سے ایک وجہ بنی ہوئی ہے۔

یہی ذہنی غلامی ہمیں ہر اُس دَر پر سَر جھکانے پر مجبور کر رہی ہے جس میں حرص و ہوس کے دیوتا اپنی پوجا کروا رہے ہیں۔ اس وقت مسلم معاشرے میں بے حیائی اور بے پردگی کا نظام پھیلتا جا رہا ہے بے شمار برائیاں پنپ رہی ہے۔ انہی حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے عزیز شاہ مدثر نے ایک مخلصانہ کوشش انجام دی ہے۔ عزیزم نے اپنے موضوع کو خونِ دل سے تحریر کیا ہے وہ یقیناً دلوں کو دستک دیگا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہیکہ عزیزم کی اس سعی و جد و جہد کو قبول کریں۔ اور اپنے فضل و کرم سے اس کے ذریعے اصلاح کے راستے پر کچھ جگنو ہی چمکنے لگ جائیں تو یہ ان کے لئے سعادت ہوگی۔

جب تک زندگی کے حقائق پر ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

خونِ دل و جگر سے سرمایۂ حیات
فطرت لہو ترنگ ہے غافل نہ جل ترنگ

پیشِ لفظ

اس وقت ہمارا معاشرہ بے حیائی و فحاشی اور مغربی تہذیب کا حامل بنتا جا رہا ہے۔ آج بے شمار برائیاں فیشن کے نام پر جنم لے رہی ہیں۔ کئی زندگیاں شیطانی سازشوں میں گرفتار ہو کر اپنا ایمانی و اخلاقی دم توڑ رہی ہے۔ پھر اس پر ستم ظریفی یہ کہ ان نازک ترین حالات میں مسلمانوں کا آپسی اختلافات اور گروہی بندی و مسلکی انتشار میں مبتلا ہونا انتہائی تشویشناک ثابت ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے اصلاحِ ملت اور اسلامی معاشرے کے قیام کے مقاصد کی جدوجہد میں مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن و حدیث کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح و تعمیر کا کام انجام دیا جائے تاکہ خالص اسلامی معاشرہ وجود میں آسکیں۔ چنانچہ اسی اصلاحی و تعمیری مقصد کے پیشِ نظر میں نے یہ چھوٹا سا کتاب لکھنے کی کوشش کی ہیں۔

تحریر کردہ کتاب میں معاشرتی بگاڑ کے مختلف اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کی موجودہ تباہ کن صورتِ حال کا مختصر اجائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تنقیدی و اصلاحی نقطۂ نظر سے ایسے اہم نکاتوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی جس کی وجہ سے آج نوجوان نسلیں بے راہ روی اور بے حیائی کی طرف مائل ہوتی نظر آرہی ہیں۔ اس کتابی تحریر میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ فیشن پرستی و بے پردگی، عشقِ مجازی اور دیگر سماجی برائیوں سے ہمارے معاشرے اور ہماری خواتین کی کیا صورتِ حال بن رہی ہے۔ ساتھ ہی اس کتاب میں والدین کو ان کی ذمہ داریوں کے معاملے میں متفکر ہونے اور ہر فرد کو اصلاحِ معاشرہ کے ضمن میں اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کا شعوری احساس دلایا گیا ہے۔

اصلاحِ معاشرہ کے ضمن میں یہ کتابچہ ایک ادنیٰ سی اور ادھوری کوشش ہے، اس موضوع پر مزید علمی و عملی لحاظ سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ساتھ ہی میں محترم مفتی کلیم رحمانی صاحب (بانی و مہتمم دارالعلوم اشاعت القرآن ہکو پرا پوسد مہاراشٹر) کا بے انتہا ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں اس کتاب کے لئے مقدمہ لکھ کر میری ہمت افزائی فرمائی۔ موصوف ایک دینی دارالعلوم کے بانی و مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ "دین میں قرآن فہمی کی اہمیت" "اسلام اور حکومت الٰہیہ" اور "اسلام میں عورتوں کا مساجد میں آنا اور مسلک کی شرعی حیثیت" جیسی تصنیف کردہ کتابوں کے فکر رسا مصنف بھی ہیں۔ اسی کے ساتھ میں عابیقدر و مکرمی مولانا ابوالليث یوسف، مالیگاؤں (امام و خطیب جامع مسجد، پوسد) کا بھی بے حد ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کے لئے اپنے قلبی احساسات کو قلم بند کروا کر اس بندۂ ناچیز کی ہر اعتبار سے راہنمائی فرمائی ہے، میں ان دو قابل قدر شخصیات کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات سے اسلام کی اشاعت اور اس کی سربلندی کا کام لیتا رہے۔۔(آمین) میں نے یہ کتاب محض اصلاحِ معاشرہ کے ضمن میں احساسِ فکر دلانے کی نیت سے لکھی ہے لہٰذا قارئین سے درخواست ہیکہ وہ اصلاحِ معاشرے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہیکہ اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے ایسے افراد کو منتخب کرلیں جو مسلم معاشرے میں موجود ہر قسم کی برائیوں کو جڑ سے ختم کرنے کی عملاً کوششیں کریں۔

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلم معاشرہ کو ہر برائی و فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ اور میری اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائیں۔

(آمین یا رب العالمین)

فقط محتاجِ دُعا

مدثر

اگر کسی معاشرے کی بنیاد ہی شیطانی افکار اور مغربی تہذیب کی نحوست پر قائم ہو تو وہ معاشرہ پوری نوعِ انسانی کیلئے گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ آج اس وقت ہمارے معاشرے میں بے شمار برائیاں پھیلی ہوئی ہے۔ ایسا کوئی علاقہ یا معاشرہ نظر نہیں آتا جہاں مسلمان خالص اسلامی نظام کے مطابق اپنی زندگی گذار رہے ہو، بلکہ مسلمان اسلامی نظامِ زندگی کے بالمقابل مغربی کلچر ہی کو اپنا حقیقی لائحہ عمل محسوس کر رہے ہیں۔ اس وقت پوری دنیا میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سے بالخصوص بے پردگی اور فیشن کے فتنوں کو مسلم معاشرے میں فروغ دینے کی کوششیں کی جارہی ہے۔

آج ہمارا معاشرہ بے دینی و بے ایمانی، بے حیائی و بے شرمی، بے پردگی و فیشن پرستی، حیاء سوز فلمیں، جوا اور شراب نوشی اور بیوٹی پارلر اور میلا بجت گٹ جیسی برائیوں کی فتنہ خیز آگ میں جل رہا ہے۔ اس آگ کی تپش کے اثرات ہمارے معاشرہ کے سبھی لوگوں پر پڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آج ہمارے گھر بھی اس آگ سے کسی نہ کسی درجے میں غیر محفوظ ہیں۔

نوجوانوں کی موجوہ صورتِ حال:

اگر ہم معاشرے میں نوجوانوں کی موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لیں گے تو پتہ چلتا ہیکہ فی الوقت نوجوانوں کی بے دینی و بے شرمی اور ان کی بدبختانہ حرکتوں نے معاشرے میں برائیوں کا ایک طوفانِ عظیم پیدا کر رکھا ہے۔ اس وقت بیشتر نوجوان گندے لٹریچر فحاشی و عریانیت کے اڈوں، سینما گھروں اور T.V سریلز کے شوقین بنتے جارہے ہیں، جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو چھوڑ کر اور عبادتوں سے منہ موڑ کر عیاشی کی زندگی کو قبول کر چکے ہیں۔ معاشرے میں بعض نوجوان ایسے بھی ہیں جو محض طلبِ دنیا کے ارادے رکھتے ہیں۔

جنہیں محض اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ مال و دولت کا زیادہ سے زیادہ فائدہ کن راستوں سے ممکن ہے؟ والدین کو گھروں سے بے دخل کر کے ان کی جائداد پر کیسے قبضہ کیا جائے؟ خوبصورت بیوی، بہترین گھر اور قیمتی گاڑیاں کیسے حاصل کی جائے؟ یہ معاشرے کہ وہ مادہ پرست نوجوان ہے جو صرف حصول دنیا کے خواہشمند رہتے ہیں۔ نجات آخرت اور اللہ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے ان نوجوانوں کا دور دور تک بھی کوئی مضبوط تعلق نظر نہیں آتا۔

پھر مزید یہ کہ نوجوانوں میں دن رات شراب نوشی، سٹا بازی، جوا اور لاٹری کھیل کے راستوں کا انتخاب، بہت زیادہ بڑھ چکا ہے۔ یہ نوجوان اکثر حرام ذرائع سے مال و دولت کما کر اپنے والدین اور بیوی بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ اسی طرح معاشرے میں بعض ایسے نوجوان بھی موجود ہیں جن کا حقیقی مقصد محض کھیل کود بن چکا ہے۔ کرکٹ، شطرنج، کیرم بورڈ اور انٹرنیٹ گیمس کے جنون نے انہیں آج بے مقصد اور بے دینی کی طرف جھونک کر ناکارہ و نااہل بننے پر مجبور کر دیا ہے۔ ان اخلاقی بگاڑ کی فہرست میں کالج کے بعض ایسے نوجوان طالب علم بھی شامل ہیں جن کے ذہنوں پر آج فلمی دنیا اور فیشن پرستی کا خطرناک بھوت سوار ہو چکا ہے۔ جو آج بجائے اس کے کہ کالج و یونیورسٹی جا کر علمی تشنگی کو بجھاتے، علمی صلاحیتوں کے سانچوں میں ڈھلتے، نبی ﷺ کے حسن اخلاق کا عملی نمونہ بنتے، کالج کی چوکھٹوں سے با عمل طالب علم بن کر نکلتے، بلکہ افسوس کا مقام کہ یہ طالب علم وہاں جا کر ان اخلاقی اوصاف پر قائم رہنے کی بجائے فلمی اداکاروں کے اسٹائیل میں رہنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کو اپنی پرسنالٹی ڈیولپمنٹ سمجھ رہے ہیں۔ پھر اسی طرح دوسری جانب مسلم نوجوان ٹیکنالوجی کے غلط استعمال کے نتیجہ میں برائی اور بے حیائی کے مہلک راستوں کا پر سفر کر رہے ہیں۔ بالخصوص انٹرنیٹ اور فیس بک کے غیر مناسب استعمال کی وجہ سے نوجوانوں میں عظیم تباکاریاں پیدا ہو رہی ہے۔

کئی نوجوان انٹرنیٹ پر بے حیائی کے نشہ میں ڈوب کر اپنی اخروی زندگی کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ فیس بک کا غیر اخلاقی استعمال مسلم نوجوانوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔ فیس اور ٹیوٹیر کے ذریعے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا آپس میں فرینڈ شپ اختیار کرنا، غیر اخلاقی موضوعات پر ایک دوسرے سے Chating کرنا، برہنہ اور بے حیا تصویریں Uplod کر کے نفسانی خواہشات کو ابھارنا اور بالآخر عشقِ مجازی کی برائیوں میں پھنس کر اسلامی احکام کی پامالی کرنا جیسی سنگین جرائم کا ارتکاب نوجوانوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔

مذکور کردہ صورتِ حال محض ایک مختصر آ جائزہ ہے جس سے واضح طور پر نوجوان طبقہ کی موجودہ کیفیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اس وقت برائی کے کس مقام پر کھڑے ہوئے ہیں، اگر معاشرے میں نوجوانوں کی یہی صورتِ حال بنی رہی تو معاشرے میں نہ صرف ایک حد تک زبردست بگاڑ پیدا ہوگا بلکہ یہ معاشرہ بہت جلد اپنا اخلاقی وجود کھو کر تباہ و برباد بھی ہو سکتا ہے۔ اس معاشرتی بگاڑ میں جتنا حصہ نوجوانوں کا ہے اسی قدر مسلم خواتین بھی اس بگاڑ کی کہیں نہ کہیں ذمہ دار ضرور ہیں۔

پردہ اور مسلم خواتین:

اِسی لئے اسلام معاشرے میں حیاء کو قائم رکھنے کے لئے پردے کا لازمی حکم دیتا ہے۔ قرآن میں پردے کی تاکید کا حکم نہ صرف خواتین کو بلکہ ساتھ میں مَردوں کو بھی دیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، کسی بھی غیر محرم عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں بلکہ بدنظری سے خود کو بچانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور (اے نبیؐ)! مومن مَردوں اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ (سورۃ النور:۳۱)

اسی طرح پردے کے متعلق اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اس کے ذریعے وہ پہچان لی جائیگی (کہ وہ شریف عورتیں ہیں) اور انہیں ستایا نہیں جائیگا۔ (سورۃ الاحزاب:۵۹)

درجِ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبیؐ کے ذریعے مسلمانوں کی تمام عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ شیطانی شر اور مَرد کی نگاہوں سے بچنے کے لئے پردے کا اہتمام کریں تاکہ اس پردے کے ذریعے اُن کی حیاء و پاکیزگی محفوظ رہے تاکہ معاشرے میں انہیں مہذب و شائستہ عورت کے نام سے پہچانا جائے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے پردے کے اصل معنیٰ یہ ہے کہ عورت کا ظاہری حسن، زیب و زینت اور جسم کے قابل شرم اعضاء پردے کی آڑ میں چھپ جائے، اور اس کی عصمت و عفت ہمیشہ حفاظت میں رہے۔ اسلام میں خواتین کی عفت و حیاء کے تحفظ کی جتنی تعلیمات موجود ہے دیگر مذاہب میں شاید ہی موجود ہو۔ بالخصوص اسلام نے مسلم خواتین کی عبادت و ریاضت کے لئے گھر کی چار دیواری کو مقرر کیا ہے۔ اور گھر کی عبادت کو عورت کے لئے افضل عبادت قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے، انہیں اذان دینے سے منع کیا گیا ہے، انہیں اس حکم کا پابند کیا گیا ہے کہ جب کسی غیر محرم مَرد سے اُن کی گفتگو ہو تو انہیں چاہیے کہ نرم و نازک لہجہ میں باتیں نہ کریں۔ انہیں رمضان کا شرعی اعتکاف گھر کی چار دیواری میں رہ کر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں یہاں پر تھوڑا سا ٹھہر کر اس پہلو سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر اسلام نے یہ تمام پابندیاں عورتوں ہی پر کیوں لگائی؟ ان پابندیوں اور احکامات کی اصل حکمت اور وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ آخر قرآن نے کیوں عورت کو اپنے حسن و جمال کو ظاہر کرنے سے منع کیا ہے؟ آخر قرآن نے عورت کو یہ حکم کیوں دیا کہ وہ اپنے گھر میں ٹکی رہے؟

جب ایک اسلام پسند اور باشعور خواتین ان سارے سوالوں پر غور کریں گی تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان سارے احکامات اور پابندیوں کے ذریعے عورتوں کو باحیاء و پاکدامن بنائے رکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ یہی وہ حکمت ہے جس کے لئے پردے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق پردہ (برقعہ) ایسا ہونا چاہیے جو شرم و حیاء اور عزت و شرافت کے تقاضوں کو پورا کریں۔ جس سے ایک پاکیزہ تہذیب کا عکس جھلکتا نظر آئے۔ لیکن اس کے برخلاف آج ۲۱ ویں صدی کے دور میں خواتین سادے اور Simple برقعے استعمال کرنے میں شرم محسوس کر رہی ہیں۔ وہ ایسے برقعے استعمال کرنے کو ترجیح دے رہی ہیں جو لوگوں کے ہجوم میں سب سے الگ اور سب سے زیادہ فیشنیبل ہو۔ مگر ہمیں یہاں اس بات کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیا اسلام عورتوں کو ایسے فیشنیبل برقعے پہننے کی تعلیم دے سکتا ہے جسے زیب تن کرنے کے بعد وہ مردوں اور نوجوانوں کی نگاہوں کو اپنے جانب مرعوب کرنے کا ذریعہ بنیں؟ جس میں ڈائمنڈ اور ڈیزائن کے ذریعے اتنا پُرکشش کام کیا گیا ہو کہ شہوانی نظریں اس کی طرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار نگاہیں اٹھا کر دیکھنا پسند کریں؟ کیا اس طرح کے فیشنیبل برقعے اسلامی برقعے ہو سکتے ہیں؟ کیا ایسے فیشنیبل برقعوں کی گنجائش اسلام میں ہو سکتی ہے؟ بلکہ آج تو یہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ دور میں مسلم خواتین ساری شرم و حیا کو ایک طرف رکھ کر ایسا برقعہ استعمال کر رہی ہیں جو مارکیٹ میں سب سے زیادہ فیشن والا ہو۔ یعنی اب خواتین زمانے کے ساتھ چل رہی ہے۔ وہ آج یہ نہیں دیکھتے کہ اس کہ تعلق سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کیا ہوگی؟ ہماری ماں حضرت عائشہؓ اور بنت رسول حضرت فاطمہؓ کا کیا طریقہ رہا ہوگا؟

آج خواتین کا اسلامی تعلیمات سے بے رخی اور غفلت برتنے کی وجہ سے فیشن پرستی اور بے پردگی کی وباء روز بروز بڑھتی جاری ہے۔کل تک جو برقعہ عورتوں کی عزت وعصمت کی حفاظت کی ضمانتیں دنیاوالوں کے سامنے پیش کرتا تھا آج وہی برقعہ فیشن پرستی کا شکار بن رہا ہے۔پہلے یہ برقعہ ایسا تھا کہ اُسے دیکھ کر دوسروں کی نگاہیں ہٹ جایا کرتی تھیں لیکن آج کا برقعہ ایسا ماڈرن بن چکا کہ نہ دیکھنے والا بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے۔اب تو بے پردگی کا یہ ماحول بن چکا کہ مسلم خواتین ایسے باریک اور چتلے کپڑے کا برقعہ استعمال کررہی ہیں جس سے اندر کا پہنا ہوا سارا کپڑا آسانی سے نظر آجائے اور جسم کی بناوٹ بھی ظاہر ہوجائے۔بعض خواتین فیشنیبل برقعوں کیساتھ ساتھ سفید،گلابی،زرد اور سنہرے کلر کے رنگین دوپٹے کا استعمال بھی کرتی نظر آرہی ہے۔جس سے خواتین کی ظاہری خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے،یعنی ایک سے بڑھ کر ایک فیشنیبل برقعوں کا آج مسلم خواتین میں استعمال ہورہا ہے۔جسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج سڑکوں پر فیشن ڈیزائن شو چل رہا ہو۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ آج اخباروں میں میگزین اور T.V چینلوں میں نیز مارکیٹ میں ملنے والی بیشتر چیزوں پر عورتوں کی بے ہودہ تصویریں پیش کی جارہی ہے۔کیوں کہ دشمن اسلام جانتے ہیں کہ اسلام کی دوسری اور سب سے اہم ومضبوط کڑی خواتین ہیں۔اس لئے آج وہ ایک منظم سازش کے تحت مسلم خواتین میں بے حیائی کو پھیلانے کی انتھک کوششیں کررہے ہیں۔تاکہ مسلم خواتین کی غیرتِ ایمانی ختم ہوجائے اور نتیجتاً اُن کی گود میں پرورش پانے والی اولادیں مستقبل میں نیک وفرماں بردار بننے کی بجائے سرکش ونافرمان اور بدکردار و بداخلاق جیسی خصلتوں کی حامل بن کر نکلیں۔اسی لئے تو وہ خواتین کو کہیں پر بیوٹی پارلر کے ذریعے تو کہیں پر فیشنیبل برقعوں کے ذریعے اور کہیں پر بجٹ گٹ کی بے پردہ اسکیم کے ذریعے بے حیائی کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

ہمارے معاشرے کی خواتین ذرا سوچیں کو وہ ان برائیوں میں خود کو جھونک کر کیوں ذلیل ورسوا کر رہی ہیں، کیا روزِ محشر اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا نہیں ہے؟ کیا بروزِ آخرت یہ Western طریقہ کچھ کام آسکے گا؟

پھر یہاں اس بات کو بھی خیال میں رکھنے کی ضرورت ہیکہ اسلام خواتین کو بناؤ سنگار کرنے سے بالکل منع نہیں کرتا، بلکہ وہ پسند کرتا ہیکہ خواتین رنگین کپڑے پہنیں، زیور کا استعمال کریں، مہندی لگائیں اور ہمیشہ صاف ستھری بنی رہیں لیکن ساتھ میں یہ ہدایت بھی دیتا ہے کہ یہ پوری کی پوری زینت صرف اُس کے اپنے شوہر کیلئے ہو۔اس ہدایت کے برخلاف اگر کوئی عورت یا لڑکی اس نیت سے اپنی خوبصورتی (Makeup) کی نمائش کرتی ہیں کہ نوجوان اُس کی طرف متوجہ ہوں گے تو ایسی عورت اصل میں خود کو شیطان کے حوالے کرتی ہیں۔جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو، جس طرح پہلے جاہلیت کے زمانے میں حُسن اور سنگار کی نمائش کی جاتی تھی۔" (القرآن)

لیکن افسوس کہ ساری ہدایتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلم خواتین و نوجوان لڑکیوں کا بن سنور کر باہر نکلنا ،خوبصورت اور چھم چھم زیوروں کے ساتھ راستوں سے گزرنا، شادی بیاہ کے موقع پر پاؤڈروں اور خوشبوؤں سے حُسن کی ملکہ بن کر نوجوان لڑکوں کو دعوتِ نظارہ دینا یہ وہ بدترین برائیاں ہیں جس کی وجہ مسلم معاشرے میں اخلاقی بگاڑ بڑھتا جا رہا ہے حالاں کہ اسلام نے پوری قوت کے ساتھ ان برائیوں کو مٹایا لیکن آج یہی برائیاں پھر سے ہماری صفوں میں منڈلا رہی ہے۔آج سب کچھ اُلٹا ہو رہا ہے خواتین باہر نکلتی ہیں تو Makeup میں بن سنور کر اور فیشنیبل برقعے کے ساتھ، تاکہ وہ راستے سے گزرتے ہر انسان کی توجہ کا مرکز بنی رہیں۔فیشن پرستی نے نوجوانوں اور بالخصوص مسلم خواتین کو پردے اور حیاء کی قید سے آزاد کر دیا ہے۔اسلامی تعلیمات اور نبیؐ کی اطاعت کا دم بھرنے کے باوجود ہم فیشن پرستی و بے پردگی کو اپنا حقیقی کردار سمجھ رہے ہیں۔

شادیوں کی بے پردہ تقریبات:

اس وقت مسلم معاشرے میں بے پردگی کی پھیلتی ایک خاص وجہ شادی بیاہ کی بے پردہ تقریبات بھی ہے۔ جہاں ایک ہی پنڈال اور ایک ہی مقام پر مَردوں اور عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے، ان تقریبات میں ایک اجنبی شخص کے ذریعے سے عورتوں کی محفل میں جا کر ان کی ویڈیو گرافی بھی تیار کی جاتی ہے۔ باوجود اس کے مسلم خواتین کی اب یہ بدترین علامت بن چکی ہیکہ وہ ان بے پردہ تقریبات میں شوقیہ طور پر بن سنور کر شریک ہورہی ہیں، اس معاملے میں اگر والدین کو یہ سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ ہمارا یہ طرز عمل اسلامی تعلیمات کے عین خلاف ہے یا اسلام ہمیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی اپنی بیٹی کو کسی ایسے مقام پر لے جائے جہاں پردے کا معقول انتظام نہ ہو اور وہاں مَرد و عورت جمع ہو کر بے پردگی کے پھیلنے کا ذریعہ بنیں۔ تو افسوس کہ وہ بلا جھجھک یہ کہتے نہیں شرماتے کہ سبھی لوگ تو آج ایسا کر رہے ہیں! دنیا کے ساتھ تو چلنا پڑتا ہے...!! غور کرنے کا مقام ہے کہ کیا والدین کا یہ طرزِ عمل درست ہو سکتا ہے کہ وہ زمانے کے ساتھ چل کر خود اپنی تہذیبی شناخت کو ختم کر دیں؟ آج اگر چند لوگ اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کر رہے ہو تو کیا ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کریں؟ اگر ساری دنیا جہنم کی طرف جارہی ہو تو کیا تب بھی ہم ان کے پیچھے چل کر اپنی اولاد کو جہنم کی طرف جھونک دیں گے؟ بعض حضرات تو آج یہ کہتے ہوئے بھی نہیں شرماتے کہ شادی بیاہ کی تقریبات میں لڑکیوں کے لئے رشتہ تلاش کرنا اب آسان ہو چکا ہے۔ اور اکثر عورتیں یہ بھی کہتی ہیں کہ فنکشن ہال کی تقریبات ایک اہم ذریعہ ہے۔ جہاں لڑکا اور لڑکی کا انتخاب ممکن ہے۔

اگر خوبصورت ہو تو پھر اُسے پردے میں چھپانے کی کیا ضرورت ہے؟ جو حضرات رشتہ تلاش کرنے کی کوشش میں ہوں گے اُن کی نگاہیں ہماری کنواری لڑکی پر خود بخود پڑ جائیگی پھر اس کے بعد لڑکے کے ذمہ دار یا خود لڑکا بھی اپنی پسند پر مطمئن ہونے کی کوشش کرے گے۔ اگر لڑکی کو اسی طرح ہمیشہ پردے میں چھپا کر رکھا گیا اور انہیں شادی بیاہ اور فنکشن ہال کی تقریبات میں نہیں بھیجا گیا تو پھر لڑکی کو بہتر رشتہ اور لڑکا کیسے مل پائیگا؟؟

افسوس صد افسوس کہ والدین کی یہ سوچ و فکر اور اپنی اولادوں کیلئے اس طریقے پر رشتے تلاش کرنے کا یہ عمل مغربی کلچر اور شیطانی فریب کا ایک حصہ تو ہوسکتا ہے لیکن یہ طریقۂ انتخاب سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ شادیوں کی ایسی تقریبات میں اپنی لڑکیوں کو ساتھ لے جانا، پھر انہیں نامحرم لوگوں کی محفل سے گذارنا تا کہ کوئی نوجوان اُسے نکاح کیلئے پسند کریں یہ طریقہ اخلاقی اعتبار سے رُسوائن ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی اعتبار سے بھی قابل جرم ہے۔ جس کے اصل ذمہ دار والدین ہے۔ جبکہ والدین کی یہ سوجھ بوجھ ہونی چاہیے کہ ہماری یہ بیٹیاں ہمارے ذمہ اللہ کی طرف سے بطورِ امانت ہے۔ ان کی صحیح تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے حیاء کی حفاظت کرنا ہمارا بنیادی حق ہے۔ مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری یہ بیٹیاں قربانی کے وہ جانور نہیں ہے کہ جنہیں شادی بیاہ اور فنکشن ہال کی بے پردہ تقریبات میں آزاد چھوڑ دیا جائے اور بدنگاہی کے ماہر دلال اُن کے حُسن و جمال کا دیدار کرتے پھریں۔ چنانچہ والدین کو ان معاملات میں مزید فکرمند ہو کر پردے اور حیاء کے حقیقی مقصد کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے۔ تا کہ معاشرے سے بے پردگی کا خاتمہ ہوسکے۔

مہیلا بچت گٹ اور مسلم خواتین:

اس سے بھی زیادہ قابل افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کل "مہیلا بچت گٹ" کے نام سے ایک جدید فتنہ (جس کا اصل مقصد خواتین میں بے پردگی کو فروغ دینا اور پورے معاشرے کو سود جیسے حرام گناہ میں ملوث کرنا ہے۔)

آج یہ فتنہ مسلم خواتین کی صفوں میں داخل ہو کر بے پردگی کو پھیلانے میں سب سے عظیم ثابت ہو رہا ہے۔ بچت گٹ کے ذریعے سے خواتین کو بہت سے سہولتیں دینے کی کوششیں کی جارہی ہے انہی فائدوں سے متاثر ہو کر آج مسلم خواتین بچت گٹ میں شامل ہو رہی ہیں۔ بظاہر تو اس میں بہت سا مالی فائدہ نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً یہ ایک سودی جال ہے۔ جبکہ اسلام مسلمانوں کو سود سے بچنے کی سختی سے تاکید کرتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

"اے ایمان والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

(آل عمران:۱۳۰)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبیؐ نے سود لینے والے، سود دینے والے، سودی کاروبار لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والے سب پر لعنت کی ہے۔ اور فرمایا کہ گناہ میں سب برابر ہیں۔ (مسلم)

آج بچت گٹ بے پردگی کا وہ زہر آلود خنجر بن چکا ہے۔ جو دھیرے دھیرے مسلم خواتین کی عصمت وحیاء کو ذبح کرتا جارہا ہے۔ اسلام اس بات کو قطعی پسند نہیں کرتا کہ کوئی غیر محرم مَرد وعورت آپس میں بے پردہ ہو کر بیٹھیں، ہنسی مذاق اور دلگی کریں اور سریلی و میٹھی آواز میں باتیں کریں۔ لیکن یہ تمام تر برائیاں بچت گٹ اسکیم کی وجہ سے مسلم خواتین میں اپنی جڑیں پکڑ رہی ہے۔

آئیے اس ضمن میں دو حدیثوں پر غور کرتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیکہ ہر گز کوئی شخص کسی غیر محرم کیساتھ تنہائی میں اکیلا نہ رہے کیوں کہ ان دونوں کے درمیان تیسرا شیطان (برائی پر اکسانے) کے لئے موجود ہوتا ہے۔ (ترمذی)

نیز دوسری حدیث میں نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ لعنت کریں اس عورت پر جو غیر مَردوں کے سامنے جاتی ہیں۔(بیہقی) یہاں پہلی حدیث پر غور کیجیے جس میں ایک اجنبی مَرد و عورت کا کسی مقام یا جگہ پر تنہائی میں اکیلا ہونے اور ان دونوں کے درمیان میں نفسانی خواہشات بھڑکانے کے لئے شیطان کے موجود ہونے کا واضح اشارہ ملتا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ آج کوئی مسلم خواتین بچت گٹ میں شامل ہو کر شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہیگی؟ اس کے بعد دوسری حدیث پر غور کیجیے جس میں بالخصوص اُن عورتوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو غیر محرم مَردوں کے سامنے جاتی ہے۔ ہماری خواتین ذرا سوچیں کہ اس معاملے میں وہ کہاں تک ان احادیث پر عمل پیرا ہیں۔ جس عورت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملعون قرار دیا گیا ہو کیا وہ عورت اس قابل ہوسکتی ہے کہ اللہ بروزِ محشر اس سے راضی ہوگا؟ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ آج بچت گٹ کے اس فریب نے مسلم خواتین کو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پاکیزہ احادیث سے آنکھیں چُرانے پر آمادہ کرلیا ہے؟ آج اگر مسلم خواتین کو یہ سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ بچت گٹ ایک غیر اسلامی عمل ہے یہ عمل بے حیائی کا درس دیتا ہے اور اس عمل کے نتیجہ میں کل آخرت میں آپ کو اللہ کے سامنے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ تو وہ خواتین بڑے ہی فخریہ لہجہ میں یہ کہتے ہیں کہ بھائی جان! آپ کو کیا پتہ ہم تو برقعہ پہن کر بچت گٹ اسکیم میں شامل ہوتے ہیں، جب سے ہم اس اسکیم کے ممبر بنیں ہیں تب سے ہمیں کافی مالی فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ بچت گٹ سے ملنے والی رقم سے ہمارے گھر کے اخراجات بہ آسانی حل ہوجاتے ہیں۔ بچوں کی اسکول اور ٹیوشن فیس کا انتظام بھی ہوجاتا ہے۔ اور ہمارے شوہر میاں تو اتنا کما کرلاتے نہیں جتنا ہمیں ایک ہی وقت میں بچت گٹ سے حاصل ہوجاتا ہے۔ اس طرح کی دلیلیں دے کے خواتین اپنی بات منواتی ہیں لیکن اس معاملے میں مسلم خواتین کو بہت زیادہ سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے

کہ چند روپیوں کی خاطر آخرت کا نقصان اپنے سَر مول لے لینا عظیم غلطی ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آج بیشتر خواتین بچت گٹ میٹنگ میں شریک ہو کر غیر محرم مَردوں کے سامنے بیٹھ کر ان کے لیکچرز بھی سُنتی نظر آرہی ہیں۔ سب سے اہم اور بنیادی سوال تو یہ کہ اگر ہماری خواتین اس بچت گٹ سے پھیلتی بے پردگی کا شعور نہیں رکھتیں تو پھر اُن کے گھر کے ذمہ دار اور مَرد حضرات کیا کررہے ہیں؟ کیا اب مَرد حضرات کے بازوؤں میں اتنی قوت بھی نہ رہی کہ وہ حلال روزی کما کر اپنی خواتین کو بچت گٹ کی بے حیاء اسکیم سے آزاد کرسکیں؟

آخر مَرد حضرات یہ کیوں کر برداشت کررہے ہیں کہ ان کے گھر کی خواتین بچت گٹ میں شریک ہو کر اپنے چہروں سے پردہ ہٹا کر کسی اجنبی شخص سے گفتگو کریں؟

آج بچت گٹ کے اس فریب نے ہماری خواتین کو گھروں کی چار دیواری سے نکال کر بازار کے سڑکوں پر لا کھڑا کردیا۔ کیا آج ہر گلی کوچہ میں ہماری خواتین بچت گٹ کے چکر میں گھومتی نظر نہیں آتیں؟ اس عظیم فتنہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرنی کی ضرورت ہے۔

پھر اس پر ستم ظریفی یہ کہ اس حیاء سوز حالات کو دیکھ کر آج کسی مسجد کے امام کی زبان تک نہیں کھلتی کہ وہ شرعی حیثیت سے بچت گٹ اسکیم کے سماجی و معاشرتی نقصانات پر روشنی ڈال سکیں۔ آج ہمیں ایسی کوئی تنظیم یا کوئی ادارہ نظر نہیں آتا جو مسلم خواتین کی صفوں سے فیشن پرستی، عشقِ مجازی اور بچت گٹ سے پھیلتی بے پردگی کو ختم کرنے کی مہم چلا سکیں۔ جو گھر گھر جا کر مسلم عورتوں کو فیشن پرستی کے نقصانات اور بچت گٹ کی تباہ کن اثرات سے آگاہ کرسکیں۔

توجہ دیں.....!!

چنانچہ مسلم خواتین کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ بچت گٹ سے ملنے والی یہ رقم ہمارے لیے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔

اصل میں یہ پورا سودی کاروبار کا فریب ہے۔ جس میں سوائے ایمان کی تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ ایک صالح ومومنہ عورت کی نظر میں اس کی عصمت وحیاء سے بڑھ کر چند روپیوں کا فائدہ کیسے ہوسکتا ہے، بلکہ یہ تو مسلمان عورت کی غیرت کے خلاف ہوگا کہ وہ چند سکوں کی خاطر اپنی عزت وحیاء کو بچت گٹ کے فتنہ پہ قربان کردے۔ مسلمان عورت تو اسے کہتے ہیں جب ایک غیر محرم مَرد اتفاقاً بھی اس کی نگاہوں کے سامنے آجائے تو وہ اس مَرد کی نگاہوں سے بچ کر دور نکل جاتی ہے۔ ایک غیرت منداور مسلمان عورت تو اُسے کہا جاتا ہے، جو اپنی عزت وحیاء کی حفاظت میں دنیا کی ہر عزیز سے عزیز چیز کو بھی قربان کر دیتی ہے۔

مسلم خواتین کو چاہیے کہ وہ محض غلیظ دنیا کی لئے اور چند سکّے حاصل کرنے کی خاطر اپنے کردار و اخلاق کو سرعام ذلیل کرنے کے ذمہ دار نہ بنیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی زندگی کبھی غربت اور بھوک وفاقہ کشی جیسے مسئلوں سے دو چار نہیں تھی؟ نبی کریم ﷺ کے گھر کئی دنوں تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ غربت کا یہ حال ہو چکا تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ اور ان کی پاکباز بیویاں اور صحابہ کرامؓ راتوں کو بھوکے پیٹ سویا کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرامؓ کی غربت کا یہ حال تھا کہ وہ بھوک کی شدت میں تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہوجایا کرتے تھے، آج تمام ہی مسلمانوں کو اور بالخصوص، بچت گٹ اور سود کے کاروبار میں ملوث افراد کو نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی غربت بھری زندگی کو سامنے رکھ کر اپنی موجودہ پوزیشن کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ آج ہم مسلمان دن بھر کے اوقات میں تین سے چار مرتبہ لذیز اور مختلف قسم کے پکوان کھا کر پیٹ کی بھوک مٹاتے ہیں، ہزاروں اور لاکھوں کی تنخواہیں کماتے ہیں، عالیشان گھروں میں رہنا اور قیمتی گاڑیاں خرید کر اپنے شوق پورے کرنا، پھر ایسے پوشاک اور مہنگے کپڑے استعمال کرنا کہ اگر ایک بار اُسے پہنا گیا تو پھر کئی ہفتوں کے بعد ہی اس کا دوبارہ نمبر آئیگا۔

ایسے خوشگوار پوزیشن میں آج مسلمان اپنی زندگی گزار رہے ہیں یعنی اگر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ موجودہ مسلمانوں کی مالی پوزیشن رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی مالی حیثیت سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ آج اتنی بہتر پوزیشن ہونے کے باوجود بھی ہم رشوت اور سود کی غلیظ دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج مسلم خواتین اس بات میں تھوڑی سی شرم بھی محسوس نہیں کر رہی ہیں کہ وہ بچت گٹ اسکیم میں شامل ہو کر اس گناہ کے حصہ دار بن کر بے پردگی کو پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مسلمانوں کو کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا درس نہیں دیتی ہے۔ بلکہ نبیؐ نے مسلمانوں کو سود اور رشوت کا حرام کاروبار اختیار کیئے بغیر اس دنیا میں اسلامی تعلیمات کے مطابق باعمل قوم بن کر زندگی گزارنے کی طرف راہ نمائی کر کے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج بعض مسلمان رسول اللہؐ کے بتائے ہوئے ان راستوں کے عین خلاف چل کر رشوت اور سود کے کاروبار میں مبتلا ہوتے نظر آرہے ہیں مختلف قسم کی اسکیمات میں شریک ہو کر سود کے ذریعے بہت سی دولت کما کر اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ آج مال و دولت کی محبت نیز Bank Balance کی فکر میں مسلمانوں کو سودی کاروبار پر آمادہ کر رہی ہے۔

ایسے پر فتن دور میں تمام مسلمانوں کو اور بالخصوص ہماری وہ خواتین جو اس وقت بچت گٹ اسکیم میں شامل ہو کر سود کے جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی غربت بھری زندگی ہمیں اس بات کا درس دیتی ہے کہ مسلمانوں کو اس دنیا میں عیش و عشرت اور بے مقصد زندگی گذارنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔

بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں اپنی زندگی گزارتے ہوئے حلال روزی کو اختیار کرنا ہمارا شیوہ ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کو دولت کمانے کے ایسے طریقے اختیار کرنا چاہیے جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی شامل ہو۔ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں سے صبر و شکر کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے، بلکہ ہمارا یقین اس بات پر پختہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے رسول ﷺ کو اور اُن کے اصحاب ؓ کو کبھی معاشی مشکلات اور غربت کی آزمائشوں میں مبتلا نہ کرتا۔ حالاں کہ اللہ تو اس کام پر بھی قادر ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کو ایک دن بھی بھوکا نہ رکھتا، مال و دولت سے نوازتا، عالیشان گھر کا انتظام بھی کر کے دیتا، اور خود ہمارے آقا محمد ﷺ نے بھی کبھی اللہ سے ان چیزوں کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ کیوں کہ نبی ﷺ کو اس دنیا میں بھیجنے کا یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ عیش پسندانہ زندگی گزاریں، مال و دولت کی پونجیاں جمع کریں، خوبصورت اور آرام دہ گھر میں رہنے کو پسند کریں۔ بلکہ قرآن کریم نبی ﷺ کے بشیر و نذیر ہونے اور رسول اللہ ﷺ کو تمام جہاں والوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجے جانے کی گواہی دیتا ہے۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ آپ لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف دعوت دیں، انہیں اللہ کے دردناک عذاب سے ڈرائیں اور انسانی معاشرے کو اس قابل بنادیا جائے کہ وہ شیطانی راستوں اور بے حیائی و بے شرمی کے کاموں سے بچ کر سیدھے راستے پر ہمیشہ قائم رہیں۔ اور آج اسی راستے اور طریقۂ نبوی پر چل کر مسلمانوں کی دنیا و آخرت میں کامیابی و بھلائی ممکن ہے، اس طریقۂ نبوی سے ہٹ کر جو راستہ بھی مسلمان اس دنیا میں اختیار کریں گے وہ جاہلیت اور گمراہی کی طرف لے جانے والا راستہ ہوگا، اس ضمن میں ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اور ان کے اصحابِ کرام ؓ کی غربت بھری زندگی اور بھوک سے تڑپا دینے والی تکلیفیں ہمیں صرف یہی پیغام دیتی ہیں کہ ہمیں اس دنیا میں عیش کوشی اور بے مقصد زندگی گزارنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری سیرت سے ہمیں اس بات کا پیغام ملتا ہے کہ غربت، گھریلو مسائل

اور معاشی پریشانیاں زندگی کا ایک لازمی حصہ ہوتے ہیں جس سے ہر صاحب ایمان کو گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ خود اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے اصحاب کرام کا بھی یہی راستہ رہا۔ اس لئے مسلم خواتین کو چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی غربت بھری زندگی کو اپنے سامنے رکھیں اور اپنے طریقہ عمل کی جلد سے جلد اصلاح کر لیں تا کہ اللہ کی رحمت و مدد ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں۔ لیکن مزید تفصیلات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مہیلا بچت گٹ میں ملوث خواتین کے اصل ذمہ داران کے شوہر یا ان کے سرپرست حضرات ہوتے ہیں۔ گھر کی خواتین تو بیچاریاں حالات سے ناواقف اور اپنے گھریلو معاملات کی پابند ہوتی ہیں۔ معاشرے میں پنپ رہی برائیوں کا شعور بہت کم خواتین رکھتی ہیں، کیوں کہ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب مادہ پرستی کا جنون مَردوں کے پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے تو پھر یہی مَرد دولت حاصل کرنے کیلئے دُنیا کی سب سے قیمتی متاع یعنی اپنی معصوم بیوی کی عزت کو تقسیم کرنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ یہ وہ آخری مقام ہے جہاں پر پہنچ کر عزت و عصمت کے تمام بندھن ٹوٹ جاتے ہیں، پھر لاکھوں گھروں کی عورتیں عریانیت کے شکنجوں میں دبوچ لی جاتی ہے۔ مَردوں کا اس قدر مادہ پرستی کے جنون میں مبتلا ہونا کہ وہ دولت کے حصول کے لئے اپنی ماں، اپنی بیوی، اپنی بہن یا اپنی ہی بیٹی کو مہیلا بچت گٹ میں شامل کروا کر انہیں حیاء اور پردے کی قید سے آزاد کردے یہ انتہائی شرمناک عمل ہے اس وقت بھی عورتیں ایسی ہیں جو محض اپنے شوہر کی زبانی دھمکیوں کا شکار ہو کر بچت گٹ میں شامل ہے، اور بیشتر خواتین غربت و افلاس کی وجہ سے بچت گٹ میں مبتلا ہے، بہر حال یہ بات ذہن نشین ہو جانی چاہیے کہ بچت گٹ اسکیم سے ملنے والی رقم سے نہ ہماری غربت ختم ہو سکتی ہے، نہ گھریلو مسائل حل ہو سکتے ہیں اور نہ اس رقم سے ہمیں دنیا و آخرت کا کوئی فائدہ مل سکتا ہے۔

میرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر
(علامہ اقبال)

فتنۂ بچت گٹ سے تحفظ کی دو قابلِ عمل تجویزیں..!!!

مہیلا بچت گٹ کے نتیجے میں مسلم خواتین میں بھی اخلاقی خرابیاں پیدا ہو رہی ہے۔اکثر و بیشتر خواتین محض غریبی اور معاشی بحران کی وجہ سے مہیلا بچت گٹ کی ممبر شپ قبول کر لیتی ہے،زیادہ تر مہیلا بچت گٹ میں ایسی خواتین ممبر شپ اختیار کرتی ہیں جو غریب اور مالی حیثیت میں کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات کا شعور نہیں رکھتی لہٰذا ہمیں اس جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اس برائی کو مسلم خواتین کی صفوں سے ختم کرنے کے لئے بھی مؤثر اقدامات عمل میں لائے جاسکتے ہیں۔اس ضمن میں درج ذیل کی دو تجویزیں (طریقے) قابلِ عمل ہو سکتے ہیں۔

پہلی تجویز:

جو تنظیمیں یا ادارے مسلمانوں سے زکوٰۃ اور مالی صدقات وصول کرتے ہیں،وہ ایک ایسا شعبہ یا محکمہ وجود میں لائے جس کا ایک کام یہ بھی ہونا چاہیے کہ وہ بچت گٹ میں مبتلا مسلم خواتین کی فہرست تیار کرے۔پھر ان خواتین کو اس شرط کے ساتھ شرعی قرض دینے کا معاملہ طے کریں کہ وہ مہیلا بچت گٹ اسکیم سے اپنی ممبر شپ کو ختم کر دی گی اور شرعی قرض کے ذریعے اپنی ضروریاتِ زندگی اور گھریلو اخراجات کو اس وقت تک پورا کرتے رہیں گی جب تک کہ ان کی معاشی کنڈیشن بہتر بن نہیں جاتی۔اگر کسی خواتین کے اوپر مہیلا بچت گٹ کی بقیہ رقم موجود ہو یا کچھ قرض اُن کے ذمہ باقی ہو تو پہلی صورت میں اُس قرض کی ادائیگی کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔اس طریقہ کو بھی عمل میں لایا جاسکتا ہے۔اگر بیک وقت بہت سی خواتین کے لئے شرعی قرض کا انتظام نہ ممکن ہے تو پھر چنندہ خواتین کی فہرست بنا کر قرض دیا جاسکتا ہے۔

دوسری تجویز:

ایک اور طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو اسلام پسند حضرات صاحبِ اِستطاعت ہیں وہ تمام حضرات مل کر ایک فنڈ قائم کرسکتے ہیں، ہر ہفتہ یا ہر مہینے میں ایک مرتبہ اپنی طے شدہ رقم باقاعدگی کے ساتھ جمع کرتے رہیں۔ اس طرح بڑی مقدار میں رقم جمع ہوتی رہیں گی۔ پھر جو خواتین بچت گٹ میں شامل ہیں اُن سے ملاقات کریں یا ایک نشست میں اُنہیں مدعو کریں، اُن کے سامنے وعظ و نصیحت کے ذریعے تلقین کرتے ہوئے مہیلا بچت گٹ سے نکلنے اور بائیکاٹ رکھنے کی شرائط پر ایک امدادی معاہدہ طے کرلیں، اگر خواتین اس معاہدہ پر راضی ہوجاتی ہیں تو پھر ان خواتین کی معاشی ضروریات کی ذمہ داری کو جمع شدہ رقم کے ذریعے سے اس وقت تک ادا کرتے رہے جب تک کہ اُن کی معاشی حالات بہتر بن نہیں جاتی۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے تو ممکن ہے کچھ حد تک یہ برائی مسلم خواتین کی صفوں سے ختم ہوسکتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحبِ ثروت اور دینی ادارے اس تجویز کے معاملہ میں مزید غور و فکر کرے تا کہ اس فتنے کے تدارک کا کچھ حل نکل سکیں۔

عشقِ مجازی........لمحہ فکریہ :

آج ہمارے درمیان میں صرف ایک برائی نہیں بلکہ سینکڑوں برائیاں ایسی پنپ رہی ہے۔ جس سے پورے معاشرے پر بڑے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ آج جیسے جیسے ہماری آنکھوں سے شرم وحیاء کی چادر ہیں اتر تی جارہی ہے ویسے ہی دن بہ دن ہمارے دلوں سے دینی غیرت وحمیت بھی ختم ہوتی جارہی ہے۔ ہم روزانہ حالات و اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں کہ کس طرح سے مسلم نوجوان لڑکے ولڑکیاں عشق ومحبت کی برائیوں میں مبتلا ہو کر اپنے گھروں سے فرار ہو رہے ہیں۔ تو کہیں پر یہی آوارگی والدین کو موت کے گھاٹ اتارنے کا سبب بنتی نظر آرہی ہے۔ تو کہیں پر یہ نوجوان نسل عشق ومحبت کی ناکامی پر خودکشی کے راستوں کو اختیار کر رہی ہے۔ اس طرح کے بے شمار واقعات آج مسلم معاشرے میں دیکھنے اور پڑھنے کو مل رہے ہیں۔ اکثر نوجوان عنفوان شباب کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس بدترین برائی کا شکار بن جاتے ہیں۔ آج یہ برائی اس قدر خطرناک ثابت ہو رہی ہیں کہ عام نوجوان کی بات تو دور رہی، اسکول اور کالجز کے طالب علم بھی اس برائی میں مبتلا عذاب ہیں۔ تعجب اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ عشق مجازی کی اس برائی کو آج "پاک محبت" کا خوشنما نام دیا جارہا ہے۔ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر بے شرمی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ کسی نامحرم سے رشتہ قائم کر کے اسے "پاک محبت" کا نام دیا جائے۔ بلکہ اس طرح ایک ناجائز محبت کو "پاک محبت" کا نام دینا سراسر اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ پھر اسی کے ساتھ دوسری جانب بالخصوص شیطانی سازشیں اور یوروپی ممالک مسلم نوجوانوں کو اپنی گندی و بے حیا تہذیب میں ڈھالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں عشقیہ ناول اور عشقیہ فلمیں وہ دنیا میں پھیلا رہے ہیں ساتھ ہی انٹرنیٹ کے ذریعے مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو فحاشی وعریانیت کا خوگر بنانے کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔

تا کہ نوجوانِ اسلام اپنے رشتہ کو دینِ محمدؐ سے توڑ کر یورپی تہذیب سے جوڑ دیں، اور عشق و محبت کی برائی میں مبتلا ہو کر اپنے وقت وصلاحیت اور قوت وطاقت کو شیطان کی مرضی کے مطابق استعمال کریں۔ اس تباہ کن حالات کو سامنے لانے والی چیز محض عشق مجازی کا فتنہ ہے، اس معاملے میں نوجوانوں کو یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن میں جن رشتوں کو ہمارے لئے حلال قرار دیا گیا ہو، اُنہی سے ہماری محبت والفت جائز ہو سکتی ہے۔ بلکہ ایک مومن بندے کی اللہ اور اس کے رسولؐ سے سچی محبت ہی دنیا و آخرت میں "پاک محبت" کا مقام ومرتبہ رکھتی ہے۔

قرآن کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ)

"ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہیں"۔

اس آیت کی روشنی میں اُن نوجوانوں کو اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے جو اس وقت عشق ومحبت کی برائیوں میں دربدر بھٹکتے نظر آتے ہیں۔ جن کے پیشِ نظر اللہ اور اس کے رسولؐ کی عقیدت ومحبت سے بڑھ کر لڑکیوں سے ناجائز وغیر اخلاقی محبت سب سے زیادہ عزیز اور سب سے زیادہ بھلی ہے۔ اس آیت کی روشنی میں نوجوانوں کو غور وفکر کر کے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہیکہ آخر اس وقت اُن کی زندگی کس رُخ پہ چل رہی ہے؟ اور ہمارا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط ہے، اور آج ہم اس کی محبت کا حق کتنا ادا کر رہے ہیں؟

اس کے علاوہ ہمیں اس پہلو سے بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہیکہ آخر ہمارے نوجوانوں کو خاص طور سے اسکول و کالجز کے طالب علم کو یہ عشق و محبت کی آوارگی و اباحیت کون سکھا رہا ہے؟ آخرانہیں یہ تعلیم کہاں سے مل رہی ہے؟ آخر کس نے ان کے دماغوں میں یہ بات بٹھادی کہ شادی سے پہلے کسی لڑکی یا لڑکے سے محبت کرنا گناہ کا عمل نہیں ہے؟ گھروں سے فرار ہو کر باہر شادیاں رچانے کی جرأت ان میں کہاں سے پیدا ہورہی ہے؟ اس برائی کے پھیلنے کی اہم وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ اس خطرناک برائی اور سنگین نتائج کے آخر کون کون ذمہ دار ہوسکتے ہیں؟ ایسے کئی بے شمار سوالات ہیں جن پر آج ہمیں سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کر کے اس کے حل کی راہیں تلاش کرنی ہوگی۔ اگر ہم نے ان برائیوں کو روکنے کی کوشش نہ کی تو یہ بات صدفی صد ممکن ہے کہ آگے مستقبل میں پھر ہماری نسلیں بے راہ روی اور گمراہی کے راستوں کی علمبردار ہوں گی۔ پھر یہ پورا معاملہ محض یہاں تک آ کر ہی نہیں روک جاتا کہ ان برائیوں میں صرف نوجوان طبقہ ہی ملوث ہے۔ بلکہ ان برائیوں میں ہماری قوم کے چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں بھی مبتلا ہو رہے ہیں۔ بچوں کا کم عمری سے ہی فلمیں دیکھنا، گانیں سننا اور عشقیہ سریلز دیکھنا انہیں اس بدترین آوارگی کی طرف ابھار رہا ہے۔ کاش اگر والدین میں تھوڑی بھی اسلامی غیرت زندہ ہوتی تو وہ اپنی اولاد کو اخلاقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بار بار تاکید کرتے۔ لیکن بڑے افسوس کہ ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ والدین کا آج یہ مزاج بن چکا ہے کہ وہ خود اپنی اولاد کے ساتھ بیٹھ کر T.V سریلز اور غیر مناسب پروگرام دیکھنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ آج والدین اور گھر کے سرپرست حضرات کی دینی و اخلاقی غیرت ڈوبتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ انہیں اب شاید اس بات کا تھوڑا بھی احساس نہیں رہا کہ اس طرح غیر مناسب سریلز کے دیکھنے سے ہماری اولاد پر کون سے غلط اثرات پیدا ہوسکتے ہیں؟

آخر والدین یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر آج ہماری اولادیں عشقیہ فلمیں دیکھے گی تو ممکن ہے آگے چل کر وہ بھی اس برائی کو اپنالیں گی ۔آج اگر کوئی فلمی ہیروئن یا ہیرو ناچ رہا ہو تو کل یقیناً ہماری اولادیں بھی کمر مٹکانا سیکھ لیں گی ۔غفلت کی یہی روش برقرار رہی تو کل یقیناً یہ اولادیں بھی کسی کے ساتھ عشق کرنے میں کسی بھی قسم کا شرم محسوس نہیں کریں گی ،بلکہ ایک وقت ایسا بھی آئیگا جب وہ ماں باپ کی ساری عزت و شرافت کو کچل کر کسی کے ساتھ فرار ہونے میں بھی پیچھے نہ ہٹیں گیں ۔اور یہ سب کچھ والدین کے ناقص تربیت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوگا ۔اور آج ایسی صورت حال مسلم معاشرے میں پیدا ہو چکی ہے ۔کہیں پر بھی آج شرم وحیاء محفوظ نہیں ہے ۔آنکھوں سے زنا، زبان سے زنا، ہاتھوں سے زنا، دل و دماغ سے زنا، پیروں سے زنا، کانوں سے زنا الغرض کہ آج پورے معاشرے پر زنا کے بھیانک اثرات چھا چکے ہیں ۔اور کسی نہ کسی درجہ میں یہ زنا دن بہ دن پھیلتا جارہا ہے ۔

حالاں کہ ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب کبھی ہمیں نوجوانوں کے خوبصورت کردار میں خلوص ،ہمدردی ،دیانتداری ،پاکبازی اور شرم وحیاء کی اعلیٰ صفتیں دکھائی دیتی تھی لیکن آج اسی جوانی کو بے حیائی ، بے شرمی اور بداخلاقی کے ایسے مہلک کیڑے لگ چکے ہیں جن سے اب ان کا بااخلاق کردار پورے معاشرے میں رسوا کن ثابت ہورہا ہے ۔اگر نوجوانوں میں تھوڑی بھی شرم وحیاء موجود ہوتی تو شاید وہ ان برائیوں کے کبھی شکار نہ بنتے ۔نہ کبھی وہ فیشن پرستی و بے راہ روی کی روش پر چل کر اپنے ایمان کی تباہی کا سامان پیدا کرتے ،نہ والدین کو کبھی اپنی اولاد کی ان بدبختانہ حرکتوں پر خون کے آنسو رونا پڑتا ۔نہ کسی مسلم لڑکی کو سماج کے کسی آوارہ لڑکے کے ساتھ فرار ہونے کے شیطانی راستے ملتے ۔اور نہ خود ہم اپنی تہذیب کا جنازہ اپنے ہی کندھوں پر اٹھانے والے سب سے بڑے مجرم بنتے ۔بلکہ یہ نوجوان نسل اگر اخلاقی اصولوں کو اپنا لیتی تو یقیناً وہ شرم وحیاء کی حفاظت پر قائم رہتے ہوئے بھٹکی ہوئی انسانیت کیلئے مشعل راہ ثابت ہوتی ۔

ہماری ذمہ داریاں:

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جس عظیم مقصد کی خاطر اُمت محمدی ﷺ کو اس دنیا میں پیدا کیا ہے، اُس کا بنیادی مقصد بھٹکی ہوئی انسانیت کو معبودِ حقیقی کی طرف بلا کر انہیں اسلامی نظام کے قیام کے لئے تیار کرنا ہے۔ انسانوں کی پیدائش کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان خالص اللہ کی عبادت اور اُس کی حاکمیت کا اقرار کرے۔ اور اللہ کی مکمل اطاعت اور حقیقی عبادت اُسی وقت ممکن ہے جب کہ اسلامی نظام زندگی ہمارے درمیان میں موجود ہو۔ اور آج جب کہ اسلامی نظام زندگی کا کہیں بھی نام و نشان تک موجود نہیں ہے چنانچہ اب اس عظیم منصب اور مشن کی تیاری کیلئے ایسے افراد درکار ہیں جو مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی انقلاب کا شعور بھی رکھتے ہو، اس عظیم مشن کیلئے ہمیں اسلام کے ہر فرائض اور ہر محاذ پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے مسلمانوں کی تربیت واصلاح بھی ضروری ہے جو اس وقت بے شمار اخلاقی برائیوں میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بالخصوص مسلم خواتین کی تربیت و اصلاح ہمارے پیش نظر ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔ جس سے عدم توجہ مستقبل کیلئے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے، خواتین گھر کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو غلبہ دین کیلئے تیار کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ ہمیں آج ان تمام مسائل پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے، جس سے پورا معاشرہ اخلاقی بگاڑ کا شکار ہو رہا ہے۔ ساتھ ہی ہر شخص کو معاشرہ میں موجود بے پردگی و بے حیائی اور فحاشی و عریانیت جیسی برائی کو مٹانے کی کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے ہمیں اپنے نفس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اپنے مقام و مرتبہ اور دُنیا میں پیدا کئے جانے کے مقصد کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اللہ کی اُس عدالت کا تصور کیجیے، جہاں اعمال کی بنیاد پر منصفانہ فیصلے ہو گے۔ جہاں ہر شخص سے اس کی ذمہ داریوں کے متعلق پوچھ تاچھ کی جائیگی۔

ذرا تصور کیجیے اُس وقت اللہ کی عدالت میں ہماری کیا صورتِ حال بنیں گی۔ اس روز ایسے والدین کا کیا حشر بنے گا جنہوں نے دُنیا میں اپنی اولاد کی تربیت سے آنکھیں چرائی تھی تو نتیجتاً انہیں دُنیا میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تھا؟ ذرا سوچیئے اس روز اُن فیشن پرست عورتوں کی کیا حالت بنے گی جو دنیا میں بے پردگی کے دروازے کھول کر شیطانی آنکھوں کو دعوتِ نظارہ دیتی تھی؟ اللہ کی بنائی ہوئی اُس مجرمانہ فہرست میں ایسے علماء کرام کا گروہ بھی موجود ہوگا، جنہیں معاشرہ میں قائد و منصف کے مقام کا درجہ دیا جاتا تھا، مگر انہیں بھی عوامی ڈر و خوف اور حالات کی مصلحت و حکمت کے خیال نے بے پردگی و فیشن پرستی اور دیگر معاشرتی برائیوں کے خلاف اپنی زبان و قلم کا استعمال کرنے کو روکے رکھا تھا۔ غرض کہ آج ہمیں ہر پہلو سے اپنا جائزہ لینے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے تاکہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو پہچان کر اصلاحِ معاشرہ کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر سکے۔

والدین اصل ذمہ دار:

اولاد کی تربیت میں سب سے اہم کردار والدین کا ہی ہوتا ہے۔ والدین کے سوا اپنی اولاد کو علم اور اچھی تہذیب کون دے سکتا ہے؟ والدین کی صحیح تربیت ہی اولاد کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ایک صالح کردار کی حیثیت سے سماج میں زندگی گزارتے ہوئے پورے معاشرہ کو اسلامی و اخلاقی اُصولوں پر قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"والدین کی طرف سے اپنی اولاد کے لئے سب سے بہترین تحفہ اُن کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔"

(ابن حبان)

اس لئے والدین کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہمیشہ رہنا چاہیے والدین کے لئے ضروری ہیکہ وہ اس آیت کو اپنے ذہن میں رکھے۔

یا ایھا الذین امنوا قوآ انفسکم و اھلیکم ناراً و قودھا الناس و الحجارۃ

"اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں"۔ (التحریم:۶)

اگر والدین اس آیت کو سامنے رکھ کر اسلامی نہج پر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں گے تو یقیناً ہے آنے والی نسلیں برائیوں کے بھیانک طوفان سے محفوظ رہے گی۔ ان کا کردار بااخلاق اور ہمیشہ صاف وستھرا رہیگا۔

لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ اس پرفتن حالات میں اپنی اولاد کی تربیت کے معاملے میں مندرجہ ذیل باتوں پر دھیان دیں۔

☆ اپنی اولاد کو عقیدے کے لحاظ سے عملی طور پر تیار کرنے کی کوشش کریں۔

☆ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دینی واخلاقی تعلیم کا بھی انتظام کریں۔

☆ انہیں مقصدِ حیات کا حقیقی شعور دلائیں۔

☆ اُن کی حرکتوں پر سخت نگرانی کی جائے۔

☆ اُن کے تمام دوستوں پر نظر رکھی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ان کے دوست کس معیار و اخلاق کے پابند ہیں۔

☆ اگر بدچلن و بدکردار دوست ہو تو اپنی اولاد کا اُن سے جلد بائیکاٹ کریں۔

☆ اولاد کی صالح تربیت کے لئے انہیں دینی واخلاقی اجتماعات میں شریک کرائیں۔

☆ برقعوں کے معاملے میں توجہ دیں کہ ہماری لڑکیاں کس طرز کا برقعہ استعمال کر رہی ہیں اگر برقعہ بہت فیشنیبل ہو تو کوشش کی جائے کہ وہ سادہ سے سادہ برقعہ استعمال کریں۔

☆ لڑکیاں جیسے ہی بالغ ہو جائے انہیں فوراً پردے کا اہتمام کرائیں۔

☆ بیوٹی پارلر اور بچت گٹ کے فتنوں سے اپنی لڑکیوں کو محفوظ رکھیں۔

☆ انہیں بلاوجہ موبائیل کے استعمال سے روکیں۔

☆ وقتاً فوقتاً ان کے موبائیل کو چیک کرتے رہیے کہ ان کہ موبائیل میں کس قسم کا مواد موجود ہے

☆ اپنی اولاد کے ساتھ بیٹھ کر فلمی گانیں اور سریلز دیکھنے سے پرہیز کریں۔

☆ اولاد کی تمام سرگرمیوں پر خصوصی نظر رکھیئے کہ ان کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ وہ کہاں جاتے ہیں؟ دیر رات گھر پر کیوں پہنچتے ہیں؟ وہ روزآنہ موبائیل پر لمبی چوڑی باتیں کس سے کرتے ہیں؟

☆ دینی تعلیم کے معلمین اور اسکول و کالجز کے اساتذہ کرام سے مل کر اپنی اولاد کا جائزہ لیتے رہیں۔

درجِ بالا باتوں پر عملی اقدامات ہر والدین کی اخلاقی اور بنیادی ذمہ داری ہے۔

اسی طرح مسلم خواتین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے برقعوں پر خصوصی توجہ دیں۔ چُست برقعہ اور رنگین و کلرفُل دوپٹے پہننے سے پرہیز کریں۔ بچت گٹ کی وجہ سے جو سودی کاروبار اور بے پردگی مسلم معاشرے میں بڑھ رہی ہے اس سے خود بھی بچیں اور دوسری خواتین کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی خواتین کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کی سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کا مع ترجمہ غور و فکر سے مطالعہ کریں تاکہ پردے کی اہمیت کو جان سکیں۔ کیوں کہ حیاء اور پردہ ہی خواتین کی زینت اور عزتِ نفس کا بہترین ذریعہ ہے اور دونوں چیزیں ایمان کا لازمی حصہ ہے۔

اور ساتھ ہی مسلم نوجوانوں کو بھی چاہیے کہ وہ فیشن پرستی، فلم بینی اور شراب نوشی اور جوابازی جیسی اخلاقی برائیوں سے دور رہنے کی کوشش کریں۔ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور فلمی اسٹائل کو چھوڑ کر آقائے مدنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت میں ڈھلنے کی کوشش کریں۔

نیز مساجد کے ائمہ کرام، مختلف مکاتب کے علماء کرام، اسکول وکالج کے اساتذہ کرام اور خاص طور سے گھر کے ذمہ دار حضرات کو بھی چاہیے کہ وہ معاشرہ سے اخلاقی بگاڑ اور گمراہی و بے حیائی کو ختم کرنے کی کوششیں کرتے رہیں۔ اگر تمام باشعور اور اسلام پسند حضرات اور بالخصوص صالح نوجوان اپنی قیمتی صلاحیتوں اور قربانیوں کا اس راہ میں استعمال کریں گے تو یقیناً وہ تمام مشکلات اور رکاوٹیں ختم ہو سکتی ہے جو کہ اس وقت اسلامی نظام کے قیام کی راہ میں کھڑی ہوئی ہے۔ ہماری محنتوں اور قربانیوں سے بہت جلد ایک ایسا معاشرہ وجود میں آسکتا ہے جسے حقیقی معنیٰ میں اسلامی معاشرہ کہا جا سکتا ہے۔ پھر ایسے معاشرے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہاں پر بے راہ روی و بے حیائی کو داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ نہ مل سکے گا۔ جہاں صرف اللہ کی حاکمیت ہوگی اور اس نظام کی خوشبو سے پوری دنیا مہک اُٹھے گی۔ ورنہ پھر کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ دینِ اسلام سے دوری اور معاشرے میں پھیل رہی برائیوں کو دیکھ کر خاموشی اختیار کر لینے کے نتیجہ میں آخرت کا دن ہمارے لئے ناکامی کا دن بن جائے، اور اس دن سوائے خود کی غلطیوں پر کفِ افسوس کے سوا کوئی راستہ بھی نہ ہوگا۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ مسلمانوں کو شیطان کے ہر شَر و فتنے سے بچا کر اپنے حفظ و امان میں رکھیں۔۔۔

(آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔